بجلی، گیس، ’’تیل‘‘......شیر کی ضرورت نہیں

تحریر: سہیل احمد لون

عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں تنزلی کا ان دنوں وہی رجحان ہے جو ہماری معیشت کا ہے یعنی روز بروز گرتی جارہی ہے۔اس وقت برطانیہ، یورپ اور امریکہ میں تیل کی قیمت 2004ء والی ہوگئی ہیں اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ اس میں مزید کمی بھی ہوگی۔وطن عزیز کے علاوہ شاید ہی کسی سربراہ مملکت نے قوم سے خطاب کرکے تیل کی قیمت کم کرنے کا اعلان کرکے کریڈٹ لینے کی کوشش کی ہو۔تیل سستا ہوتے ہی ناپید ہوگیا، یخ بستہ موسم میں پٹرول پمپس کے باہر اتنی لمبی قطاریں دیکھ کر قوم کے حوصلے اور صبر کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی۔وزیر پٹرولیم جناب شاہد خاقان عباسی نے اپنی نااہلی اور حکومت کی ناکامی ماننے سے انکار کردیا اور تیل کے بحران کا میڈیا اور عوام کو بالواسطہ ذمہ دار قرار دے دیا۔ان کے خیال میں عوام نے تیل سستا ہونے کی خوشی میں اس کا بے دریغ استعمال کیا۔ہوسکتا ہے کہ لوگوں نے تیل سے نہانا شروع کردیا ہو، گھر بیٹھنے کی بجائے گاڑیوں کے ٹینک فل کرکے لانگ ڈرائیو پر ہی رہتے ہوں۔حیرانگی اس بات پر ہے کہ میاں صاحب تیل سستا کرنے کا اعلان خود کرنے میڈیا کے سامنے آگئے مگر تیل کے بحران پر خود تو درکنار پٹرولیم کے وفاقی وزیر کو ذمہ دار ٹھرانے سے گریز کیا۔اب عمران خان کا دھرنا بھی نہیں رہا ورنہ اس کی ذمہ داری بھی دھرنے پر ڈال دیتے۔فوج میں ہر اچھے اور برے نتائج کا ذمہ دار کمانڈر ہوتا ہے۔عمران خان کو عمران نیازی کہنے کا مطلب جنرل اے۔کے۔نیازی یاد دلانا تھا کیونکہ وہ اس وقت مشرقی پاکستان کا کمانڈر تھا، جنرل یحیی خان کو تاریخ میں اس لیے قصوروار لکھا گیا ہے کیونکہ وہ اس وقت آرمی چیف تھا۔1992ء کرکٹ ورلڈ پاکستان نے جیتا تو کریڈٹ عمران خان کو اس لیے دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس ٹیم کی قیادت کررہا تھا۔اگر نتائج مثبت نہ آئیں تو سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ بھی قائد ہی بنتا ہے۔بحری جہاز کے کپتان سے غلطی ہو تو مسافروں کے ساتھ وہ خود بھی سمندر میں غرق ہوجاتا ہے، ہوائی جہاز کا پائلٹ اگر غلطی کرے تو عملے اور مسافروں سمیت راکھ بن جاتا ہے۔ اٹھارہ کروڑ عوام جان و مال، عزت و ناموس، روٹی کپڑا مکان، روزگار، تعلیم، صحت، ذرائع مواصلات سمیت دیگر بنیادی سہولتوں کی ذمہ داری اٹھانے کا لائسنس ’’مینڈیٹ‘‘ کی صورت میں لیکر اقتدار کے ایوانوں میں آتے ہی تمام ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہوجاتے ہیں۔ان کو شاید اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ سیاسی کپتان جتنی بھی سنگین غلطی کرے جہاز کے کپتان کی طرح اس کی زندگی خطرے میں نہیں پڑے گی، ذلیل خوار ہونا صرف عوام کا مقدر ہے۔کاش جہاز کے کپتان کی طرح وزیر اعظم بھی اپنی نااہلی یا غلطی کا خمیازہ ایک ساتھ بھگتے تو شاید کہیں کوبہتری کا امکان نظر آجائے کہ ہم لوگ سزا کے خوف اور انعام کے لالچ میں سب کچھ کرگزرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔باعث شرم ہے کہ زرعی ملک ہونے کے باوجود تھر میں غذائی قلت سے سے لوگ خصوصاً بچے سسک سسک کر مر رہے ہیں۔تقریباً گیارہ کروڑ لوگ دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہیں۔معدنی وسائل سے مالا مال صوبہ بلوچستان جس میں گیس جیسی نعمت بھی شامل ہے وہاں لوگوں کے چولہے اس لیے ٹھنڈے ہیں کہ وہاں گیس کا بحران ہے۔کہنے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جس میں ملاں گردی تو ہے مگر اسلامی اقدار اور تعلیمات کا فقدان ہے۔دنیا میں بہترین انٹیلی جینس کا ادارہ ہمارا ہے مگر سیکورٹی کا یہ عالم ہے کہ سیکورٹی بھی رسک پر ہے۔ہمارے معاشرے میں شاید خواتین کے ساتھ ساتھ ہر وہ شے رسک پر ہے جو مونث ہے خواہ وہ مادہ شے ہو

یا الفاظ۔

سردی میں گیس کی لوڈشیڈنگ، گرمیوں میں بجلی نایاب، صاف پانی غریب انسان کا خواب بن چکا ہے۔ سسک سسک کر مارنا بدترین دہشت گردی ہے جس کی ذمہ دار ریاستی ادارے اور حکومت وقت ہے۔ مگر کوئی اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں۔ ان کے نزدیک سب اچھا ہے، کچھ غلط ہو ہی نہیں رہا جسے درست کیا جائے۔ ان کی نظر میں قصوروار اور ذمہ دار بھی عوام۔ سردی کینیڈا، برطانیہ، امریکہ اور یورپی ممالک میں بھی بہت شدید ہوتی ہے مگر معاملات زندگی شدید برف باری میں بھی رواں دواں رہتے ہیں۔ کبھی گیس کا دباؤ کم نہیں ہوا، کسی کے گھر کا چولہا اس وجہ سے ٹھنڈا نہیں ہوا کہ وہاں گیس کا دباؤ کم ہو گیا ہو یا گیس کی لوڈشیڈنگ ہو گئی ہو۔ وطن عزیز میں آج تک اس بارے میں توجہ نہیں دی گئی کہ گیس کا دباؤ کن وجوہات کی بنا پر کم ہوتا ہے، یہی حال بجلی کا بھی ہے اس کی چوری ہی روک لی جائے تو آدھا مسئلہ حل ہو جاتا ہے مگر بجلی کے سب سے بڑے چوروں کی بڑی بڑی انڈسٹریز ہیں اور یہی سرمایہ دار طبقہ کسی نہ کسی طرح حکومت کا حصہ ہوتا ہے۔ ہر سال سیلاب بھی معمول کی بات بن چکا ہے جس کا فائدہ چند لوگوں کو تو ضرور ہوتا ہے مگر لاکھوں غریب اس سے بری طرح متاثر ہوتے ہیں مگر اس کا مستقل بنیادوں پر تدارک کرنے کے لیے کبھی کوئی کام نہیں کیا گیا۔ غریب عوام اور اشرافیہ میں اتنی بڑی خلیج ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے اندرونی حالات سے بالکل ناواقف ہیں۔ بے شرمی کی حد ہے جہاں 134 بچوں کو خون میں نہلا دیا گیا ہو وہاں بھی پورے پروٹوکول اور ہائی سیکیورٹی کے ساتھ تشریف لاتے ہیں، پھر خوش گپیاں بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگ تو اب اتنے خود پرست ہو چکے ہیں کہ خانہ خدا میں بھی سرکاری پروٹوکول اور خاص سیکیورٹی کے ساتھ طواف کرتے ہیں۔ میاں صاحب قسمت کے دھنی ہیں وزیر اعظم بننے کی ہیٹ ٹرک کر لی مگر عوام کی قسمت بنانے میں اب تک ناکام ہیں۔

ویسے میں سوچ رہا ہوں کہ خاقان عباسی کہتا تو ٹھیک ہے مگر بات ادھوری کیوں کرتا ہے۔ پیٹرولیم مصنوعات کا استعمال ضرورت سے زیادہ کر کے ڈیمانڈ اور سپلائی کے معاشی اصول کی بنیادیں ہلانے والی قوم نے سارا نظام دھڑم بھڑم کر دیا۔ یہ عوام یقیناً درست فیصلے نہیں کرتا۔ افلاطون نے ٹھیک کہا تھا کہ جب تم ریاستی امور سے لاتعلق ہو جاتے ہو پھر تم سے کم تر لوگ تم پر حکمرانی کرتے ہیں۔ پاکستان عوام کا المیہ بھی یہی ہے۔ وہ پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد ریاستی امور سے لاتعلق رہی اور آج جب عوام ریاستی امور سے اپنا تعلق جوڑنا چاہتے ہیں تو نظام پر قابض طاقتور ترین اجارہ دار انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے رہے۔ جس شخص کو ائر بلیو کا طیارہ گرنے کے جرم میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہونا چاہیے تھا وہ اس وقت وزیر پیٹرولیم ہے۔ جس نے سرکار کے حکم کی بجا آوری میں پیٹرول کا مصنوعی بحران پیدا کر کے عوام کو عذاب میں مبتلا کیا وہی تحقیقات پر لگا دیا گیا ہے۔ اگر آپ بھی کچھ لگنا چاہتے ہیں تو کوئی بڑا جرم کریں یقیناً کہیں نہ کہیں آپکی نامزدگی بھی ہو جائے گی۔ اس عوام کے ساتھ یہی سلوک ہونا چاہیے کہ یہ ہر فیصلہ غلط کرتی ہے۔ جنگل میں جنگل کا قانون اس لیے ہے کہ وہاں کمزوروں نے اپنے سے بہت زیادہ طاقتور کو اپنے حکمران بنا رکھا ہے۔ ہم نے انسانوں کیلئے شیر کو منتخب کر لیا ہے پھر حال تو جنگل جیسا ہو گا کہ شیر اور انسان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہوتا۔ البتہ شیر اور شکاری کا رشتہ بہت پرانا ہے اور ابلاغیات کی ساری ذمہ داری شکاری کی ہے سو جس دن شیروں میں سے کوئی جنگل کے واقعات لکھے گا اُس دن معلوم پڑے گا کہ شکاریوں پر شیروں کے ہاتھوں کیا بیتی

رہی ہے ابھی تک تو صرف شکاریوں کا موقف ہی سامنے ہے۔جس کے مطابق شیر بہت بہادر اور خونخوار جانور ہے لیکن بہادر شکاریوں نے ہمیشہ اُن کا شکار کیا۔اتنے ظلم تو پاکستان کے مردانہ سماج میں گھریلو "میاں" نہیں کرتا جتنے "ملکی" میاں نے ڈھادیئے ہیں۔اب میاں صاحب سے ایک گذارش ہے کہ عوام نے اپنے نااہلی تسلیم کرلی ہے سو ایک بار آپ اتنا ہی کہہ دیں کہ اب "شیر بن شیر" کیونکہ شیر کو بجلی، گیس اور "تیل" کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

24-01-2015.